© rasailojaraid.com

مولانا ارشاد الحق اثری
ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد

قسط :- ۲ (آخری)

علامہ محمد حیات سندھی

تصانیف:

۱:- الایقاف علی سبب الاختلاف :-

جس میں علامہ سندھیؒ نے صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، ائمہ مجتہدین اور ان کے تلامذہ کے مابین فقہی اختلافات کے اسباب پر بڑی نفیس بحث کی ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کے طریقِ استنباط اور تخریجِ مسائل کی وضاحت کی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ قرآن وسنت پر عمل کرتے تھے۔ اور جب انہیں اپنے قول وفعل کے مخالف کوئی حدیث پہنچتی تو اس سے فوراً رجوع کر لیتے تھے۔ پورا رسالہ نہایت علمی مباحث پر مشتمل ہے اور قابلِ دید ہے۔ سب سے پہلے یہ رسالہ مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے اپنے اردو ترجمہ وحواشی کے ساتھ اپنے ہی ماہنامہ "اشاعۃ السنۃ" جلد اول کے ضمیمہ ۴ (ص ۲۴ سے ۴۳) میں شائع کیا۔ اس کے بعد یہی ترجمہ جزوی اصلاح کے ساتھ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف مدظلہ العالی کی مساعی سے ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۵۹ء میں مکتبہ سلفیہ لاہور سے طبع ہوا اور کچھ سال پیشتر تیسری بار مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودی مرحوم کی مساعی سے دہلی میں طبع ہو چکا ہے جس پر سنۂ طباعت نہیں لکھا گیا۔ "رفع الملام عن الائمۃ الاعلام" مؤلفہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اسی موضوع پر مفصل اور بڑا جامع رسالہ ہے۔ امام ابن قیمؒ نے "اعلام الموقعین" میں بھی اس موضوع پر بہت عمدہ بحث کی ہے اور علامہ سندھی نے اپنے رسالہ میں شیخین رحمہما اللہ سے استفادہ کیا ہے۔ اسی موضوع پر علامہ سندھی کے معاصر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا رسالہ "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" بھی قابلِ دید ہے اس کے علاوہ "حجۃ اللہ البالغہ" کی المبحث السابع میں بھی شاہ صاحب نے بڑی مدلل اور دلچسپ بحث کی ہے۔

۲:- تحفۃ الانام فی العمل بحدیث النبی علیہ الصلاۃ والسلام :-

عمل بالحدیث کے موضوع پر یہ مختصر مگر بہترین رسالہ ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ صالح فلانیؒ نے "ایقاظ ھمم اولی الابصار" میں علامہ سندھی کے حوالہ سے جو عبارتیں نقل کی ہیں وہ اسی رسالے سے ماخوذ ہیں۔ بلکہ دونوں کے مقابلہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے معلوم ہوا کہ بجز دو تین صفحات کے پورا رسالہ "ایقاظ" میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت نواب صدیق حسن خان مرحوم نے "الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ" اور علامہ امیر یمانی رح نے "ارشاد النقاد الی تیسیر الاجتہاد" (مطبوعہ فی الرسائل المنیریۃ) میں بھی جابجا اس رسالہ سے استفادہ کیا گیا ہے، اور ان کے تلمیذ رشید حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے ایک فارسی مکتوب میں اس رسالہ کی تلخیص کی ہے ملاحظہ ہوں کلمات طیبات (ص ۲۸ - ۳۰) پورا رسالہ تقلیدِ شخصی کی تردید اور اتباعِ سنت کی تائید و حمایت میں نقلی و عقلی دلائل سے بھرپور ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"فمن یتعصب لواحد معین غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویری ان قولہ ھو الصواب الذی یجب اتباعہ دون الائمۃ الآخرین فھو ضالٌ جاھلٌ بل قد یکون کافرا یستتاب فان تاب والا قتل فانہ . . اعتقد انہ یجب علی الناس اتباع واحد بعینہ من ھذہ الائمۃ دون الآخرین فقد جعلہ بمنزلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلک کفرٌ"

اور اس کے چند سطور ، بعد لکھتے ہیں:

"ومن تعصب لواحد بعینہ من الائمۃ دون الباقین فھو بمنزلۃ من یتعصب لواحد من الصحابۃ دون الباقین کالرافضی والناصبی والخارجی فھذہ طرق اھل البدع" تحفۃ الانام ص ۱۴۔

یعنی "جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی ایک کی اتباع کرتا ہے اور اس کے قول کو صحیح اور واجب الاتباع سمجھتا ہے تو ایسا شخص گمراہ اور جاہل بلکہ کافر ہے اس کی توبہ کرائی جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے کیونکہ جب اس کا یہ اعتقاد ہے کہ امت میں صرف ایک کی اتباع ضروری ہے تو اس نے گویا اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ تک پہنچا دیا ہے اور یہ کفر ہے . . ."

"اور جو ائمہ کرام میں سے کسی ایک کی اتباع کرتا ہے تو اس کی مثال رافضیوں، ناصبیوں اور خارجیوں کی سی ہے جو بعض صحابہ کرام کی اتباع تو کرتے ہیں مگر دیگر کی پرواہ نہیں کرتے اور یہ طریقہ اہل بدعت اور خواہش پرستوں کا ہے۔"

ان دو عبارتوں سے اندازہ ہو سکتا ہے تقلیدِ شخصی کے متعلق علامہ سندھی رح کے جذبات کا کیا عالم تھا۔ یہ رسالہ مکتبہ محمدیہ بمبئی ہند میں تھا حضرت مولانا عبدالجلیل سامرودی قدس سرہ کی مساعی سے مکتبہ سلفیہ دہلی سے چند سال ہوئے طبع ہو چکا ہے سنہ طباعت مذکور نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳- فتح الغفور فی وضع الایدی علی الصدور:-

نماز میں ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں۔ فقہاء کرام کا اس میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام ثوریؒ ناف کے نیچے باندھنا پسند کرتے ہیں۔ امام احمدؒ کا بھی ایک قول یہی ہے مگر امام شافعیؒ (علی قول المشہور) اور امام مالکؒ سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر باندھنا پسند فرماتے ہیں امام احمدؒ سے بھی یہ قول منقول ہے۔ امام احمدؒ سے ایک تیسرا قول بھی مروی ہے کہ ناف کے نیچے یا اوپر سینہ کے نیچے جہاں چاہے ہاتھ باندھ سکتا ہے۔ اور امام شافعیؒ سے ایک قول سینہ پر ہاتھ باندھنے کا بھی منقول ہے۔ علامہ سندھیؒ بھی سینہ پر ہاتھ باندھنا پسند کرتے ہیں اور اس کی تائید میں ان کا یہ رسالہ ہے جس میں انہوں نے اپنے دعویٰ کو احادیث و آثار سے مدلل کرتے ہوئے حدیث "تحت السرۃ" کی حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا ہے بحث کے اختتام پر بڑے وثوق سے فرماتے ہیں:

"وبما تقدم ان لوضع الایدی علی الصدور فی الصلاۃ اصلاً اصیلاً ودلیلاً جلیلاً فلا ینبغی لاھل الایمان الاستنکاف عنہ" (فتح الغفور ص۸)

نہایت نامناسب ہوگا اگر ہم یہ ذکر نہ کریں کہ علامہ سندھیؒ کے جواب میں ان ہی کے شاگرد محمد قائم سندھی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے "فوز الکرام بما ثبت فی وضع الیدین تحت السرۃ وفوقھا تحت الصدر عن التشنیع المظلل بالضمام" رسالہ کے مندرجات سے مؤلف موصوفؒ کی جلالت شان کا اندازہ ہوتا ہے۔ پورا رسالہ نہایت قیمتی اور اصولی معلومات پر مشتمل ہے اس کا قلمی نسخہ حضرت مولانا سید محب اللہ شاہ صاحب راشدی مدظلہ العالی کے پاس موجود ہے اور بندہ کے پاس بھی اسی نسخہ سے منقولہ نسخہ کی نقل ہے والحمد للہ علی ذلک۔ مگر افسوس کہ دو اہم جگہ پر بیان ہے جو اصول نقد و جرح سے متعلق ہیں۔ علامہ قائم سندھیؒ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ناف کے نیچے اور ناف کے اوپر مگر سینہ کے نیچے جہاں چاہے ہاتھ باندھنے چاہئیں سینہ پر ہاتھ باندھنا کہ وہ صرف سینہ پر ہوں صحیح نہیں اور ائمہ مذاہب کے علاوہ دیگر ائمہ کرام میں سے بھی یہ کسی کا مذہب نہیں چنانچہ رسالہ کے آخر میں فرماتے ہیں:

"فلما لم یثبت عن احد الوضع علی الصدر للکل لم یتمذھب بہ احد لا من اصحاب المذاھب المعروفۃ المتبوعۃ ولا من غیرھم وقد ثبت الوضع فی الصدر الاول تحت السرۃ وفوقھا تحت الصدر فاختار بعضھم الاول وبعضھم الثانی فعلی المؤمن ان یتبع سبیل المؤمنین"

مگر علامہ موصوفؒ کا یہ خیال صحیح نہیں جیسا کہ امام اسحاقؒ بن راہویہ کا ایک قول یہی ہے۔ کہ سینہ پر ہاتھ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باندھنے چاہییں۔ چنانچہ

"وکان اسحاق یوتر بنا و یرفع یدیہ فی القنوت و یقنت قبل الرکوع ویضع یدیہ علی ثدییہ او تحت الثدیین"

اسی طرح امام شافعیؒ سے بھی ایک روایت علی الصدر کی منقول ہے جیساکہ "حاوی" میں ہے۔ نیز قابل غور بات یہ ہے کہ جب علامہ قائم مرحوم اس بات کے قائل ہیں کہ ہاتھ اس طرح بھی باندھنا جائز ہے کہ کچھ حصہ سینہ پر اور کچھ سینہ کے نیچے ہوں۔ تو اگر کوئی حدیث کے ظاہر الفاظ سے صرف سینہ پر ہی ہاتھ باندھنے کو پسند کرتا ہے تو وہ آخر مجرم کیوں ہے؟ بالخصوص جب کہ علامہ سندھیؒ کا نعرہ مستانہ یہی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ پر ہاتھ باندھنا ثابت ہے تو پھر سینہ ہی پر ہاتھ ہونے چاہییں۔

ہمارے مہربان مولانا فیض الرحمان ثوری نے بتلایا ہے کہ علامہ محمد ہاشم سندھی نے بھی علامہ حیات سندھیؒ کے اس رسالہ کا جواب لکھا تھا جس کا جواب الجواب خود علامہ سندھی نے تحریر فرمایا تھا اور یہ مجموعہ اسلامیہ کالج لائبریری پشاور میں موجود ہے۔ اسلامیہ کالج لائبریری کی مطبوعہ فہرست ہماری نظر سے گزری ہے جس میں صرف علامہ ہاشم کے رسالہ کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم۔

رسالہ "فتح الغفور" سب سے پہلے مدت ہوئی ترجمہ سے طبع ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت مولانا عبدالتواب احمد اللہ کی توجہ سے ۱۳۶۱ھ میں ملتان سے طبع ہوا مگر اب نایاب ہے۔ اللہ کی توفیق شامل حال رہی تو ان شاء اللہ اسے تعلیق و تخریج سے شائع کر دیا جائیگا وما ذلک علی اللہ بعزیز!

۴۔ شرح ترغیب و ترہیب للمنذری - ۲ جلد

اسماعیل پاشا وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۵۔ تحفۃ المحبین فی شرح الاربعین النوویہ:

اس کا ایک خطی نسخہ بانکی پور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(بروکلمن س ۲ ص ۵۲۲ بحوالہ علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ص ۲۸۲)

حضرت مولانا سید محب اللہ شاہ صاحب راشدی پیر آف جھنڈا کے مکتبہ علمیہ عابدیہ میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے جس کے کل ۳۵ ورق ہیں اور شعبان ۱۳۰۲ھ کا مکتوبہ ہے۔ علامہ سندھیؒ کو سنت اور صاحب سنت الف الف تحیۃ وسلام سے محبت تھی اس کا نمونہ اس رسالہ میں بھی جا بجا ملتا ہے مثلاً حدیث لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ" کے تحت فرماتے ہیں کہ آپ کی اتباع کے تین درجے ہیں (۱) جو کچھ آپ نے فرمایا وہ حق سمجھے اس کے بغیر ایمان صحیح نہیں ایسے لوگ تو اکثر پائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتے ہیں (۲) دوسرا یہ کہ آپؐ کے فرامین کو حق جانتے ہوئے مخالفت سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے ایسے کم لوگ ہیں ۳۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ حرج اور ثقل محسوس کیئے بغیر اطاعت کرے۔ حتیٰ کہ انسان کی خواہشات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے مطابق ہوں ایسے افراد بہت ہی کم ہیں اور یہی محمدی ہیں اس کے بعد انہوں نے اپنے تڑپتے ہوئے دل کا اظہار جن الفاظ میں کیا ہے وہ انہی کی نوکِ قلم سے پڑھنے کے قابل ہیں لکھتے ہیں:

"هذا هو المحمدى الذى اذا ثبت عنده قول حبيبه وفعله المحكمات انشرح بهما صدره واخذ بهما باعظم الرضا والسرور واختلاط ذلك بقلبه وقالبه فلو اجتمع من بين اقطار الارض على ان يصده وعن قول محبوبه وفعله لما تركهما ولم يبال بالخلاف كائنا من كان الا آمين هؤلاء المحمديون فى زماننا هذا اللهم اجعل سنة حبيبه محمد صلى الله عليه وسلم احب الينا من ارواحنا وانفسنا"

"یہی محمدی ہے کہ جب اس کے نزدیک اس کے محبوب کا قول و فعل صحیح ثابت ہوجاتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور انتہائی رضا و رغبت اور خوشی سے اس پر عمل کرتا ہے اور دل و جان سے اسے نافذ کرتا ہے۔ اگر ساری خدائی اسے اس کے محبوب کے قول و عمل سے روکنے کے لئے جمع ہوجائے تو وہ اسے نہیں چھوڑتا اور خواہ کوئی بھی ہو کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا۔ آہ یہ محمدی آج ہمارے زمانہ میں کہاں ہیں! الٰہا! اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہمیں ہمارے ارواح و انفس سے عزیز تر کردے۔ آمین۔

سارا رسالہ اسی طرح کے جذبات اور مفید معلومات پر مشتمل ہے۔

۶۔ مختصر الزواجر عن اقتراف الکبائر۔

"الزواجر" علامہ ابن حجر کی ۹۷۳ھ کی معروف تصنیف ہے جس میں کبیرہ گناہوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ تذکیر و ترہیب کے لیے بڑی عمدہ کتاب ہے اس موضوع پر علامہ ذہبیؒ کی کتاب "الکبائر" بھی مطبوع ہے "الزواجر" مصر سے طبع ہوچکی ہے۔ مگر کمیاب ہے اس کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور لائبریری میں محفوظ ہے جو ۹۸۴ھ کا مکتوبہ ہے گویا مصنف کے انتقال سے گیارہ سال بعد کا نسخہ ہے جس پر نامور علمائے کرام کے دستخط ہیں اسی "الزواجر" کا اختصار علامہ سندھیؒ نے کیا ہے۔ اسماعیل پاشا نے ہدیۃ العارفین س ۲۰۔۳ ج ۲ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور ایضاح المکنون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ص ۱۷۱ ج ۱ میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔

"الزواجر کا اردو ترجمہ" قوارع الایمان عن اتباع خطوات الشیطان" کے نام سے حضرت مولانا سید جمیل احمد سہسوانیؒ نے کیا تھا۔ جو حضرت نواب صاحبؒ کے مصارف سے ۱۳۰۲ھ میں مطبع مفید عام آگرہ سے طبع ہو چکا ہے۔

۷۔ شرح الحکم العطائیہ:۔

"الحکم" شیخ تاج الدین ابوالفضل احمد بن محمد المعروف بابن عطاء اللہ الاسکندرانی الشاذلی المالکی م ۷۰۹ھ کی معروف تصنیف ہے تزکیہ نفس اور اللہ اعمال کے لیے یہ کتاب بہترین کتابوں میں شمار کی گئی ہے جس کا اندازہ شیخ بنانی کے اس قول سے ہوتا ہے:

"کادت حکم ابن عطاء اللہ ان تکون وحیا و لو کانت الصلاۃ تجوز بغیر القرآن لجازت بکلام الحکم" "ایقاظ الھمم فی شرح الحکم" ص ۴

اس کتاب کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں حاجی خلیفہ نے اس کی سات شروح کا ذکر کیا ہے جن میں سے شیخ محمد بن ابراہیم بن عباد کی شرح "غیث المواہب العلمیۃ" اور "ایقاظ الھمم" مؤلفہ شیخ احمد بن محمد الحسنی مطبوع ہے۔ الحکم غیر مبوب کتاب تھی، شیخ علی متقی صاحب کنز العمال نے اسے ابواب کی صورت میں مرتب کیا تو اس کا نام "تبویب الحکم" رکھا۔ اسی تبویب کا ترجمہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے "اتمام النعم" کے نام سے کیا اور مولانا محمد عبداللہ صاحب گنگوہی نے اس کی اردو شرح لکھی جس کا نام "اکمال الشیم شرح اتمام النعم" رکھا یہ اردو شرح پہلے ۱۳۵۴ھ میں طبع ہوئی تھی اس کے بعد ۱۳۷۹ھ میں ہمارے مہربان دوست مولانا محمد رمضان صاحب شوقی لائبریرین اشاعت العلوم فیصل آباد کی تصحیح و حواشی اور اس کی مفصل فہرست کے ساتھ شائع ہو گئی ہے۔

"الحکم" کی شرح علامہ محمد حیات سندھیؒ نے بھی لکھی ہے جس کا ذکر "ھدیۃ العارفین" اور "ایضاح المکنون" وغیرہ میں ملتا ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ شرح ابن عباد کا ایک خطی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں محفوظ ہے جو تقریباً تین سو سال کا پرانا نسخہ ہے۔

۸۔ مقدمہ فی العقائد

اس کا ذکر علامہ زرکلی نے کیا ہے۔ (الاعلام۔ ص ۲۴۴ ۔ ج ۶)

۹۔ ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب نے ایک اور کتاب شرح اربعین للنووی کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ "یہ ملاں علی قاری کی "اربعون حدیثا فی جوامع الکلم" کی شرح ہے"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ممکن ہے کہ علامہ سندھیؒ نے ملا علی قاری کی شرح اربعین للنووی پر اضافی نوٹس لکھے ہوں۔

۱۰۔ ارشاد النقاد الی تیسیر الاجتہاد:۔

رضا کحالہ نے اس کا ذکر کیا ہے (معجم المؤلفین ص۲۹۵ ج۹)

مگر یہ ان کا وہم معلوم ہوتا ہے۔ یہ رسالہ درحقیقت علامہ امیر یمانیؒ کا ہے جو "الرسائل المنیریہ" میں مطبوع ہے۔

۱۱۔ شرح الحکم الحدادیہ۔

اس کا ذکر اسماعیل پاشا نے کیا ہے۔ (ہدیۃ العارفین ص ۳۲۷ ج ۲)

۱۲۔ رسالہ فی رد بدعۃ التعزیۃ۔

مولانا سید عبدالحیؒ نے اس کا ذکر نزہۃ الخواطر ص ۳۰۲ ج ۶ میں کیا ہے۔

۱۳۔ رسالۃ فی النہی عن عشق المرد والنسوان

مولانا سید عبدالحی مرحوم اور حضرت النوابؒ احمد اللہ وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے حضرت نواب صاحب کے مکتبہ میں اس کا خطی نسخہ بھی موجود تھا جسے وہ مدینہ طیبہ سے لائے تھے" اتحاف النبلاء" میں انہوں نے اس کے کچھ اقتباس بھی نقل فرمائے ہیں۔

عشق کے متعلق اہل علم کی آراء مختلف ہیں محققین کے نزدیک تو اس لفظ کا استعمال ہی محل نظر ہے قرآن اور سنت صحیحہ میں اس کا استعمال بھی کہیں نظر نہیں آتا شریعت مطہرہ نے امرد اور غیر محرم کو دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ چہ جائے کہ ان سے "عشق" رچایا جائے۔ علامہ سندھیؒ کے اس سلسلہ میں جذبات بڑے نازک اور قابل غور ہیں فرماتے ہیں:

"انما حکی اللہ العشق عن الکفرۃ قوم لوط وامراۃ عزیز وکانت اذ ذلک مشرکۃ والفتنۃ بعشق الصور تنافی ان یکون دین العبد کلہ للہ بل ینقص من دینہ بحسب ماحصل لہ من فتنۃ العشق وربما اخرجت صاحبہ من ان یبقی معہ شیئ من الدین والمفتون بالصورۃ مخالف لقولہ تعالیٰ "قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلک ازکی لہم" والمبتلی بہا لیس بغاض من بصرہ بل یتلذذ بالنظر الحرام وربما یقع بہ فی الزنا...... فان تعبد القلب المعشوق شرک وقد اثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسم التعبد علی المحبۃ لغیر اللہ فی قولہ الصحیح تعس عبد الدینار وعبد الدرھم الخ"

(اتحاف ص ۴۰۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گویا علامہ سندھیؒ جہاں خوبروؤں اور غیر محرموں سے عشق کو کافروں کا طریقہ بتلاتے ہیں تو دوسری طرف اسے شرک کی حدود میں بھی داخل کرتے ہیں۔ ان سے قبل علامہ ابن قیمؒ کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے جو "زاد المعاد" میں دیکھا جا سکتا ہے۔

۱۴۔ اعفاء اللحیۃ۔ اس کا خطی نسخہ حضرت مولانا پیر وہب اللہ صاحب راشدی کے کتب خانہ میں موجود ہے حضرت مولانا سید محب اللہ شاہ صاحب راشدی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے حضرت موصوف سے رسالہ حاصل کر کے اس کی فوٹو کاپی راقم عاصم کو بھی ارسال کر دی یہی نہیں بلکہ علامہ سندھیؒ کی شرح اربعین نووی کی فوٹو ارسال فرمائی جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

یہ رسالہ چھوٹے سائز کے دس صفحات پر مشتمل ہے۔ رسالہ کا سبب تالیف ذکر کرتے ہوئے علامہ سندھیؒ نے لکھا ہے کہ "میں نے ایک صاحب کے رسالہ میں دیکھا ہے کہ اعفاء اللحیۃ مستحب ہے اور یہ سنن تعبدی نہیں بلکہ سنن عادی ہے، اور جو کوئی ایک قبضہ سے کم داڑھی رکھے گا وہ تارک مستحب ہے چنانچہ اس کے متعلق بعض دوستوں نے سوال کیا کہ اس مسئلہ میں قول فیصل کیا ہے؟ تاکہ اس سلسلہ میں اوہام کا ازالہ ہو جائے" اس کے بعد علامہ موصوف نے احادیث و آثار سے اس مسئلہ پر تفصیل سے بحث کی ہے اور رسالہ کے آخر میں جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ حسب ذیل ہے:

" وبهذا كله تبين ان اصل الاعفاء واجب كما اوضحنا وتاركه تارك واجب يستحق ما يستحقه تاركه الواجب ولو تنزل عن الوجوب فلا اقل من انه سنة مؤكدة يستحق تاركه ما يستحق تارك السنة المؤكدة وليس بمندوب عادي كما زعم صاحب الرسالة بل هو امر تعبدي شرعه الله لانبيائه وحثهم عليه" الخ

یعنی اس بحث سے ظاہر ہو گیا ہے داڑھی کا بڑھانا واجب ہے جس طرح کہ ہم نے واضح کر دیا ہے اور اس کا تارک اسی سزا کا مستحق ہے جو تارک واجب کے لیے مقرر ہے اور اگر وجوب سے کم کہا جائے تو پھر یہ سنت مؤکدہ سے کم نہیں اور اس کا تارک اسی سزا کا مستحق ہے جو تارک سنت مؤکدہ کیلئے ہے اور نہ یہ مندوب ہے اور نہ ہی سنن عادیہ سے ہے جیسا کہ صاحب رسالہ کا خیال ہے۔ بلکہ یہ امر تعبدی ہے جس کا اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام کو حکم فرمایا۔

سردست ہمیں علامہ سندھیؒ کی انہی تصانیف کا علم ہوا ہے رضا کحالہ نے لکھا ہے کہ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

وفات۔ علامہ سندھیؒ ۲۶ صفر ۱۱۶۳ھ کو مدینہ منورہ ہی میں رحلت فرمائی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے اور ان کے شاگرد رشید علامہ بلگرامی نے ان کی تاریخ وفات "رحلة شیخی" لکھی۔

اللهم اغفر له وارحمه ونور مضجعه!

© rasailojaraid.com